حضرت مولانا حافظ محمد انوار الحق *
ضبط و ترتیب: حافظ سلمان الحق

توبہ' ایمان اور عمل صالح

مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق برد اللہ مضجعہ یعنی دار العلوم قدیم جسکے منبر و محراب سے چالیس سال تک انہوں نے ایمان و معرفت کی شعاعیں بلند کیں انکے آخری ایام سے لیکر اب تک جمعہ کے خطبہ وعظ کا فریضہ شیخ الحدیث مولانا انوار الحق ادا کر رہے ہیں۔ ان خطبات کی جھلک ماہنامہ الحق کے شماروں میں انشاء اللہ مسلسل حاضرین کی خدمت میں پیش کی جائیگی (ادارہ)

نحمد و نصلی علی رسول الکریم اما بعد فقد قال اللہ عزو جل الا من تاب و آمن وعمل عملاً صالحاً فاولیک یبدل اللہ سیأ تھم حسنات و کان اللہ غفورا رحیما و من تاب وعمل صالحاً فانه یتوب الی اللہ متابا۔

دونوں آیات میں تین امور پر اللہ جل مجدہ' زور فرما رہے ہیں' سب سے پہلے توبہ دوسرے مرتبہ میں ایمان اور تیسرا درجہ عمل صالح کا ہے ۔توبہ کے معنی گناہوں سے باز رہنے کے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ کئے گئے گناہوں پر شرمندہ ہونا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا صحیح اور قلب سے عزم بھی کرنا ہے۔

دنیا دار الابتلاء ہے:

انسان اس دار فانی میں مختلف قسم کے مصائب و امراض میں گھرا رہتا ہے۔ کیونکہ یہ دنیا ہے ہی دار الابتلاء جس کے ازالہ وحصول راحت کے لئے شبانہ روز انسان مصروفِ عمل و پریشان رہتا ہے۔ ہمارے سامنے جب بیماری کا ذکر کیا جاتا ہے تو ہمارے اذہان صرف جسمانی امراض جیسے پیٹ کا درد' سر کی تکلیف وغیرہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ یہ تکالیف بھی باعثِ اذیت ہوتے ہیں۔ لیکن پہلے تو ان امراض کا وجود عارضی ہوتا ہے ایک خاص وقت و دوا کے استعمال سے افاقہ بلکہ ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور اگر کبھی کبھار بیماری دائمی لاعلاج ہو تو بھی موت کیساتھ ہی اس

* استاذ حدیث و نائب مہتمم جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اذیت اور بیماری کے اثر کا اختتام ہو جاتا ہے۔

روحانی بیماری اور اس کا علاج:

اصل بیماری جو کہ دائمی اور ہمیشہ کیلئے نہ جدا ہونے والی ہے جس کے ہوتے ہوئے راحت وسکون کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک صالح ونیک سیرت مسلمان کیلئے اس کا تصور بھی کسی بدترین اذیت سے کم نہیں اور وہ روحانی بیماری معصیت یعنی گناہ ہے جس میں صبح وشام سرتاپا ڈوبے ہوئے ہیں اور کسی لمحے یہ بھی احساس نہیں ہوا کہ ہم اتنے مہلک مرض میں مبتلا ہیں اور اس کے ازالہ کیلئے بھی کسی مصلح ومرشد سے دواوعلاج تجویز کروا کے اس پر عمل بھی کرنا ہے۔

اس کے مقابلہ میں معمولی سی جسمانی بیماری اگر رات کو لاحق ہو جائے تو تمام رات کرب وبے چینی میں گزار کر صبح کے انتظار میں مضطرب رہتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی کسی ماہر معالج کے پاس پہونچ کر دوا حاصل کر لیں اور اس عارضی وکم تکلیف دہ مرض سے جتنا جلد ہو سکے نجات حاصل کر لی جائے اور نہ ختم ہونے والی تکلیف دہ بیماری منکرات و معاصی سے نجات کی طرف توجہ ہی نہیں۔

انسان کے بدن پر بیماری کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کا جسم واعضاء اپنے اعتدال والے حالت پر باقی نہیں رہتے مثلاً بخار ہو تو بدن معمول کی حالت سے زیادہ گرم ہو جاتا ہے اعضاء پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ جسم ٹوٹتا ہے طبیعت میں سستی کا احساس ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کوئی عضو ٹوٹ جاتا ہے تو صحت کے وقت اس سے جو کام لیا جاتا ہے اس کے ادائیگی میں دقت اور رکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔

اہل بصیرت کے لئے درس عبرت:

اگر صاحب بصیرت مسلمان غور کرے تو گناہوں کے امراض کا مضر اثر روح وباطن پر وارد ہونے کے ساتھ ظاہری بدن پر بھی رونما ہوتا ہے۔ ایک پانچ وقت کے پابند نمازی سے ایک وقت کی نماز بھی بلا عذر شرعی فوت ہو جائے تو روحانی کوفت کے ساتھ ساتھ جسمانی سستی وتوڑ پھوڑ کا جو احساس اسے ہوتا ہے وہ ظاہری مرض میں مبتلا مریض کی سستی وناچاقی سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ ایک پابند صوم وصلوٰۃ کے بدن کی ظاہری چستی وتندرستی بھی عبادات کی قوت اور معاصی سے اجتناب کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ اعلیٰ وقیمتی غذاؤں وادویات کے استعمال سے۔

صحابہؓ کی تاریخ وواقعات گواہ ہیں کہ کئی کئی دن فاقہ کے باوجود اگر سخت ترین معرکہ وجہاد کا موقع بھی آجاتا تو انتہائی قوت وپھرتی کے ساتھ ہر قسم کی سختی سے نمٹنے کیلئے تیار ہوتے' غذا کی قلت بلکہ نایابی کا انکے اعضاء وبدن پر بہت کم اثر ہوتا۔ جنگِ خندق ہی کو لیجئے' کئی دن پیٹ پر پتھر باندھ کر بھوک وپیاس سے بے نیاز خندق کی کھدائی کے قوت طلب کام میں مصروف رہے اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ مادی غذاؤں کی بجائے اعمالِ صالح وعبادات یعنی روحانی خوراکوں پر اعتماد کئے ہوئے تھے جنکی وجہ سے نہ صرف ان کا دل ودماغ' ایمانی ونورانی قوت وطاقت سے لبریز تھا بلکہ

انہی کی برکت سے ابدان بھی ہر قسم کے مصائب ومشکلات کے مقابلہ کیلئے ہر وقت مستعد رہتے اور پھر بدر وحنین جیسے صبر آزما جنگوں میں ہر صحابی نے اپنے سے کئی گنا زیادہ ظاہری موٹے تازے منکرِ خدا کو چاروں شانوں چت کر دیا۔

گناہ کے علاج:

آج ہمارے ساتھ صبح وشام خوارک کی فکر ہے۔ رات کو کھا کر صبح کی، صبح کو پیٹ بھر کر پھر دوپہر کی اس کے بعد عشاء۔ عمر صرف خوارک وطعام کی طلب اور حصول کی غور وفکر میں ختم ہوگئی جب کہ صحابہ کرامؓ کو اٹھتے بیٹھتے، سوتے، جاگتے، آخرت کی فکر ہوتی اور اگر کھانے کی کوئی چیز مل بھی جاتی تو اس نیت سے تناول کرتے کہ اس سے بدن میں قوت پیدا ہو کر اس قوت کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات واعمال طیبہ میں صرف کردیں۔

بہر حال گناہ جو کہ ایک انتہائی مضر بیماری ہے کے علاج کا ذکر حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اگرچہ بیماری بڑی مہلک مگر دوا انتہائی سستی۔ یہ اللہ کی شان رحیمانہ وکریمانہ ہے ورنہ قانون دنیا تو یہ ہے کہ بیماری جس قدر تباہ کن ہو اس کی دوائی اسی مقدار سے مہنگی۔ بلکہ ملکی معالجوں اور دواؤں سے مایوس ہو کر امریکہ وبرطانیہ کے ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرنی پڑتی ہے۔ اللہ کے ہاں معاملہ برعکس ہے کہ بیماری تو ایسی ہے کہ سید الکائناتؐ کے ارشاد کا مفہوم ہے جب ایک انسان گناہ کرے اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ یا داغ بن جاتا ہے جب تک توبہ نہ کرے داغ دل پر قائم رہتا ہے۔ مزید گناہ کرتے کرتے دل گناہوں کے سیاہ داغوں کے غلاف میں ڈھک کر ظلمت اور تاریکی کا شکار ہو جاتا ہے پھر صمٌ بکمٌ عمیٌ کا مصداق بن کر نہ حق سنتا ہے نہ حق سناتا ہے اور نہ حق دیکھتا ہے اگر واعظ ومصلح اس کے سامنے ہزار وعظ ونصائح بیان کرے اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا وجہ یہ کہ گناہ ہوتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے نسخہ ''توبہ'' پر صدق دل سے عمل کر جاتا تو نہ یہ حالت ہوتی اور نہ اس قدر گناہوں کے دلدل میں غرق ہوتا۔

فضیلت توبہ:

قرآن وحدیث توبہ کی اہمیت وفضیلت سے بھرے پڑے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

توبوا الی اللہ جمیعاً ایہا المومنون لعلکم تفلحون۔ (سورئہ نور رکوع ٤)

''جو خدا کو راضی کرنا چاہے کثرت سے اپنے ماضی سے توبہ کر کے مغفرت کا طلب گار بنے خود ارحم الراحمین اپنے عباد کو توبہ کی طرف رغبت دلانے کے لئے فرماتے ہیں۔''

ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفوا عن السیئات و یعلم ما تفعلون۔

''اللہ وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کر کے اس کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو وہ سب جانتا ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے: فمن تاب من بعد ظلمہ و اصلح فان اللہ یتوب علیہ

ان الله غفور الرحيم (سورہ مائدہ رکوع ٥)

''جس نے اپنے آپ پر زیادتی کرنے کے بعد توبہ کرلی اور آئندہ کیلئے اپنے آپکو درست کرلیا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا کیونکہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ کئی آیات میں مومنون کے ساتھ کفار اور مشرکوں کو بھی اپنے اعمال بد اور مشرکانہ عقائد سے توبہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور توبہ کے بعد پھر جنت النعیم اور جنت الخلد کی بشارت کے ساتھ پچھلے گناہوں کی معافی کا اعلان بھی کیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے:

قل يا عبادى الذين اسرفوا على انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا ' انه هو الغفور الرحيم وانيبوا الى ربكم واسلموا له ' من قبل ان ياتيكم العذاب ثم لا تنصرون (سورة الزمر)

''اے پیغمبر لوگوں کو کہہ دو میرے جانب سے کہ اے میرے بندو جن لوگوں نے اپنی جانوں پر گناہوں کی شکل میں زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ واقعتہً بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے تم اپنے پروردگار کی طرف جھک جاؤ اور اس کا احکامات کی بجا آوری میں مصروف رہو اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے پھر تمہارا کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔''

مرشد اعظم ﷺ کا فرمان ہے کہ

كل ابن آدم خطاء وخير الخطائين التوابون۔ (ترمذی ابن ماجه) ''ہر شخص قصوروار ہے اور بہترین خطاکار وہ ہے جو اپنی خطاء کی معافی مانگے۔''

من سعادت المرء ان يطول الله عمره ويرزقه الانابة (الحاكم)

''انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو (انابت اے اللہ) یعنی توبہ اور اخلاص عمل کی توفیق سے اللہ نوازے۔''

آنحضرت صلعم کے نام والقاب قرآن مجید میں بہت مذکور ہیں کچھ کتب سابقہ میں پائے جاتے ہیں بعض کا ذکر انبیاء علیہم السلام کی زبان سے ہوا اور کچھ حضور کی اپنی زبانی امت کو پہونچے ان میں سے ایک نام ''النبی التوبۃ'' ہے جس کا ذکر خود آنحضرت صلعم نے فرمایا۔

عن ابى موسى الاشعرى قال كان رسول الله صلعم يسمى لنا نفسه ' اسماء فقال انا محمد و احمد و المقفى و الحاشر و نبى التوبة و نبى الرحمة۔ (رواه مسلم)

''حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ہمارے سامنے اپنی ذات مبارک کے متعدد نام بیان فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا میں ''احمد ہوں میں ''محمد'' ہوں میں ''مقفی'' ہوں میں ''حاشر'' ہوں میں توبہ کا نبی ہوں اور میں رحمت کا نبی ہوں۔''

محسن انسانیت نبی التوبہ تھے۔

توبہ کا نبی۔ نبی التوبہ کی وجہ تسمیہ علماء نے یہ بیان کی کہ آپؐ چونکہ توبہ و استغفار بہت کرتے تھے اور رجوع الی اللہ آپ کی زندگی کا بنیادی مقصد تھا اس لئے اسم ہی نبی التوبہ ہوا۔ یا آپؐ ہی کی ذات کی برکت ہیکہ آپ کے امتی اگر صدقِ دل سے توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ ان کی زبانی توبہ قبول فرمالیتے ہیں اور امم سابقہ کے لوگ اپنے جرائم اور گناہوں کی پاداش میں اس وقت تک قابل معافی قرار نہیں پاتے تھے جب تک ان کے قصور اور جرم کی سزا قتل یا دوسری سزاؤں کی شکل میں ان کو نہ مل جاتی تھی۔

محسن انسانیت صلعم جن کو حیات طیبہ ہی میں مغفرۃ و بخشش کا مژدہ سنایا گیا رب ذوالجلال کے نزدیک بندہ کے محبوب عمل توبہ پر بکثرت کاربند رہے فرماتے ہیں۔

عن الاغر المزنی قال قال رسول اللہ صلعم یا ایھا الناس توبوا الی اللہ فانی توب الیہ فی الیوم ماۃ مرۃ (رواہ مسلم)

''اغر مزنی سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اے لوگوں اللہ سے مغفرت طلب کرو کیونکہ میں خود بھی روزانہ ایک سو بار مغفرت کا طلبگار رہتا ہوں۔''

سو مرتبہ کا مطلب یہ نہیں کہ سو سے زیادہ دفعہ توبہ نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس سے مراد کثرت ہے کہ اللہ بندہ کی توبہ جو اس کے عجز و انکساری پر دلالت کرے پر خوش ہوتا ہے جتنا زیادہ ہو سکے رجوع الی اللہ کر کے اپنے گناہوں پر نادم و شرمسار ہونا چاہیے۔

اجماع امت ہے کہ تمام انبیاء بشمول سید الرسلؐ گناہوں سے پاک اور معصومین ہیں تو دن رات میں حضورؐ کا سینکڑوں بار توبہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کی عبدیت و ذکر الٰہی کی شان یہ تھی کہ ہر آن اللہ کی یاد میں منہمک رہتے کوئی لمحہ بھی خدا کی یاد سے غافل نہ رہتے اور اگر کبھی کبھی بہ تقاضائے بشریت غفلت ہو جاتی اسے بھی گناہ سمجھ کر توبہ و استغفار کرتے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من تاب قبل ان تطلع الشمس من مغربھا تاب اللہ علیہ۔ (رواہ مسلم)

''حضرت ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص مغرب کی طرف سے آفتاب نکلنے سے پہلے

توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔"

توبہ سے نہ صرف روحانی امراض سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے بلکہ دینوی لحاظ سے آج ہمارے جتنے مصائب و پریشانیاں ہیں۔ مہنگائی کا دور دورہ ہے۔

زوال امت کا سد باب:

نئے نئے آفات' امراض' دباؤں کا دور دورہ ہے۔ آسمان سے بارشوں کا وقت پر نزول بند ہو چکا ہے۔ پورے دنیا پر نظر دوڑائیں خواہ فلسطین و کشمیر ہو یا افغانستان و افریقہ۔ ہر جگہ مسلم امت یہود و ہنود و کفار کے مظالم کی چکی تلے پس رہے ہیں۔ اپنے ہی اسلامی ملکوں میں حاکموں کے رویہ سے رعایا نالاں' ظالم و بے دین ارباب اقتدار مسلط ہیں۔ باپ بیٹے کا دشمن' بیٹا باپ کا' ماں بیٹی سے بیزار' بیٹی ماں سے گریزاں' گھر گھر افتراق و انتشار' مرغ و پرندے کی ہلاکت پر اظہار ندامت و افسوس کیا جاتا ہے مگر مسلمان' دوسرے مسلمان کے خون کا پیاسا' بے گناہ کے خون بہانے پر افسوس و ملامت کرنے والا ناپید غرض دینی انحطاط' اخلاقی بے راہ روی' معاشرتی زوال' اقتصادی تباہی ان تمام مصائب کی وجہ ہمارے اعمال بد اور گناہ ہیں اس کا ذکر منعم ازلی نے بھی فرمایا ہے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم اور ان ساری پستیوں سے نکل کر ایک بار پھر امتہ مسلمہ پورے عالم میں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح قابل تقلید قوم بن کر پوری دنیا کی قیادت و امارت کی اہل بن سکتی ہے اگر صدق دل سے اپنے گناہوں سے توبہ تائب ہو کر انابت الی اللہ کے نسخہ پر کاربند ہو جائے۔

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو ان کی تمام مشکلات کا حل توبہ اور گناہوں کا بخشوانا ہی قرار دیا۔ منعم حقیقی کے الفاظ میں نوحؑ کا فرمان سورۂ نوح میں مذکور ہے کہ

فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا۔ ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنات ویجعل لکم انھارا۔

"چنانچہ میں (نوح) نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ معاف کراؤ وہ بے شک بڑا معافی دینے والا ہے تم پر بارش نازل فرمائے گا بہت زیادہ تمہارے مال و اولاد میں ترقی دے گا تمہارے لئے باغ اگا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔"

تو گویا توبہ و استغفار ہی میں ہمارے باطنی و ظاہری بیماریوں و مشکلات کا حل مضمر ہے۔

اللہ جل جلالہ ہم سب کو سچا پکا امت محمدی کا پیروکار بنا کر چھوٹے اور بڑے گناہوں سے بچنے اور معاصی پر شرمسار و نادم ہونے کی توفیق نصیب فرما دیں۔